بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

محرم الحرام کے آغاز میں ایک خاص منصوبہ بندی، سیاسی محرکات اور گروہی تعصب اور غیر ملکی مفادات کے تحفظ کے پس منظر میں ملک کے مختلف مقامات پر جو فسادات ہوئے اہل سنت والجماعت پر تشدد ہوا، نہتے اور بے گناہ مسلمانوں پر لاٹھی چارج، آنسو گیس کے مسلسل گولوں سے معصوم بچوں کو تڑپا دیا گیا، مساجد کی بے حرمتی کیگئی، پردہ دار اور باحیا خواتین کی پردہ دری کیگئی، انتظامیہ یہ سارا کھیل کھیلتی رہی مگر انصاف کے دروازے پر جوں تک نہیں رینگی، شاید ہی کوئی مسلمان ہو جو محرم کے تازہ واقعات بعض مقامات پر انتظامیہ کے ظالمانہ کردار، سراسر جانبدارانہ طرزِ عمل پر خون کے آنسو نہ رویا ہو، حکومتی مصالح قواعد وضوابط اور قیود وحدود اگرچہ اکثریتی طبقہ اہل سنت اور ان کے ترجمانوں کو آہ کرنے کی اجازت نہیں دے رہے مگر مدیر الحق مولانا سمیع الحق نے کسی نہ کسی طرح ایک تحریک استحقاق کی آڑ لیکر سینٹ کے پہلے دن کروڑوں سوادِ اعظم اہل سنت والجماعت کی آواز، انصاف کی سب سے بڑی پارلیمانی عدالت ایوان بالا سینٹ میں ملک کے اربابِ بسط وکشاد تک پہنچاتے ہوئے انصاف کی درخواست کی، ممبران پارلیمنٹ کو احساس ذمہ داری یاد دلایا گیا، اربابِ اقتدار کو جھنجوڑا، ایوان میں مظلوموں کی ترجمانی کی، عظمت وناموس صحابہؓ کا دفاع اور اہل اسلام کے مساجد کے حرمت وتقدس کا علم بلند کیا جو اربابِ اختیار پر گویا اتمام حجت ہے۔ اسکی رپورٹنگ جیسا کہ چاہیئے تھا پریس میں نہ آسکی تاہم یہاں ذیل میں ۱۸ ستمبر کے سینٹ سکرٹریٹ کی رپورٹنگ کے حوالہ سے ایوان بالا (سینٹ) میں اس زیر بحث مسئلہ کے چند قابل اشاعت حصے پیش خدمت ہیں:۔

مولانا سمیع الحق | جناب چیئرمین! اگرچہ میری دو تحریک استحقاق ہیں۔ ایک تو مساجد کی بے حرمتی کے متعلق ہے اور دوسری شریعت بل کے بارے میں ٹیلیویژن سے مخالفانہ پروپیگنڈہ کے بارے میں۔ اگر ضابطہ کے مطابق آج صرف ایک پیش کرنیکی اجازت ہے تو میں پہلے تحریک کو ترجیح دونگا۔ اس سلسلہ میں، میں نے جناب اقبال احمد

خان وزیر قانون سے بات چیت کی تھی انہوں نے بھی کہا تھا کہ پیش کرنے میں رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اس کے بعد مولانا سمیع الحق نے تحریک التواء پیش کرتے ہوئے فرمایا :۔

تحریک استحقاق | میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ

ایوان میں میرے استحقاق سے متعلق اس مسئلہ کو زیر غور لایا جائے۔ جناب چیئرمین ! پچھلے ایک ہفتہ میں ملک کے مختلف مقامات پر مقامی انتظامیہ نے بعض ایسے اقدامات کئے جس سے مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات، مساجد (جو خدا کے گھر اور مسلمانوں کے آخری پناہگاہ ہیں) کی انتہائی بے دردی سے بے حرمتی کیگئی اور خانہ خدا کے عظمت و تقدس کو پاش پاش کر دیا گیا اور وہاں موجود نمازیوں کو عبادت کرنے سے محروم کر دیا گیا، چکوال میں وہاں کی جامع مسجد مدنی میں پولیس نے قریب کے سکول کی چھت پر سے مسجد کے اندر اندھا دھند آنسو گیس کے گولے پھینکے، جس کے بعد مسجد میں موجود لوگوں کو بسوں اور گاڑیوں میں بھر کر نامعلوم مقام پر پہنچا دیا گیا، فجر کی اذان اور نماز مسجد میں نہ ہوسکی، اسی طرح لیہ، تلہ گنگ، جہلم اور دینہ کی مساجد کی بے حرمتی ہوئی اور کئی مساجد تین دن سے سیل کر دیگئی ہیں، جہاں نہ نماز ہوسکی نہ اذان، ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا۔

جناب چیئرمین ! ایک اسلامی مملکت میں جیسے بھی اور جتنے بھی نازک حالات کیوں نہ ہوں، مساجد کی حرمت میں دخل اندازی، مساجد کو عبادت کے لئے بند کرنا اور نمازیوں کو وہاں جمع ہونے سے روکنا، اسلامی احکام سے صریحاً انحراف ہے، مساجد سے متعلق ان اقدامات سے ملک کے کروڑوں مسلمانوں کے اور خود میرے جذبات و احساسات شدید مجروح ہوئے ہیں، اس لئے استحقاق کے اس مسئلہ کو ایوان میں زیر غور لایا جائے

مولانا کی اس پُر درد اور کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کے ترجمانی پر مبنی تحریک استحقاق پر شاید ہی کوئی پتھر دل انسان ہوگا جس کے جذبات میں ہمدردی کی انگیخت نہ ہوئی ہو۔ سینٹ کے قائمقام چیئرمین جناب ملک محمد علی صاحب نے مولانا کی تحریک استحقاق پر وزیر انصاف جناب اقبال احمد خان کو اظہار خیال کی دعوت دی مگر حیرت ہوئی کہ ان کی تقریر سے پہلے بغیر کسی ضابطہ کے جناب سردار خضر حیات خان بیٹھے بیٹھے بول پڑے اور ایک بے بنیاد الزام داغ دیا کہ " چکوال کی مساجد میں کوئی بے حرمتی

نہیں کیگئی بلکہ وہاں سے ان لوگوں کو نکالا گیا جو اسلحہ رکھے ہوئے تھے اور وہ مسجد سے لوگوں کو قتل کرنا چاہتے تھے، مسجد ایک منٹ کیلئے بند نہیں کیگئی۔

اخبارات کی اطلاع تو پوری قوم کے سامنے ہے، واقعات اور حقائق کیسے اور کب چھپائے جا سکتے ہیں، مدنی مسجد میں وہاں قرآن کے اساتذہ، دارالحفظ کے بیگناہ طالب علم اور ان کی نگرانی اور انتظامی امور کے چند خادم —— یہی وہ افراد تھے جن کو جناب سردار خضر حیات نے مسلح اور قاتل قرار دیکر صداقت کا منہ چڑھایا۔

جناب مولانا سمیع الحق نے اس موقعہ پر بھی جذباتی اور انتقامی بات کی بجائے اصولی اور قانونی موقف اختیار کرتے ہوئے جناب چیرمین اور وزیر قانون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا!

جناب والا! کیا اس تحریک کا جواب دینا کسی ممبر کا کام ہے؟ جب ابھی ایک چیز کا جو فیصلہ نہیں ہو پاتا کہ یہ باضابطہ ہے یا غلط، اس وقت تک کیا آپ ایک ممبر کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ اس انداز میں کسی معاملے کی تردید کرے یا یہ غلط ٹھہرائے اور مجھے ثبوت کے لئے کہے کہ میں ثبوت پیش کروں۔

وزیر عدل جناب اقبال احمد خان نے مولانا سمیع الحق کی اس تحریک کو دوسرا رخ دینا چاہا، وہ اسے فرقہ واریت سے حل کر کے ڈائنامیٹ کرنا چاہتے تھے، وہ فرقہ واریت کی لایخل بحث چھیڑ کر بے حرمتی مساجد کے شرمناک کردار پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے، ان کے انداز گفتگو سے عدل وانصاف کم اور انتظامیہ کی صفائی زیادہ ٹپکتی تھی، چنانچہ محرک استحقاق مولانا سمیع الحق نے پوائنٹ آف آرڈر پر فوراً کھڑے ہو کر پارلیمنٹ کے ایوان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

جناب والا! میں نہایت ادب واحترام سے عرض کرونگا کہ میں خود ان جذبات سے متفق ہوں، میں نہیں چاہتا کہ ہم اتنی تفصیلات میں چلے جائیں، یہاں عقیدوں کی فرقوں کی کوئی بات مناسب نہیں ہے، اس حساس ترین موضوع پر میں صرف اس نکتے پر زور دیتا ہوں کہ مساجد پر پولیس نے یلغار کی، یہ میں نے نہیں کہا کہ کس نقطہ نظر سے، اگر اقبال احمد خان اتنی تفصیلات میں جائیں گے تو وہ مناسب نہیں ہوگا، پھر میں بھی ضرور تقریر کرونگا، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ انتظامیہ کو امن کے قیام کے سلسلہ میں اتنا محتاط رہنا چاہیئے تھا کہ کم از کم مساجد کی بے حرمتی تو نہ ہوتی، تین تین مساجد سیل رہیں ان کی تفصیلات آرہی ہیں، اخبارات بھرے ہوئے ہیں

ان میں اذان نہیں ہوئی — اس مرحلہ پر صرف میں اس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی حالات ہیں، فرقے موجود ہیں اور ہمیشہ ہونگے لیکن عبادت گاہوں کا تقدس — وہ تو کبھی انگریز کے زمانے میں بھی اس قدر بیدردی سے مجروح نہیں ہوا کہ مسجد میں پولیس نے گھس کر اور گولے پھینک کر نمازیوں کو نکالا۔ سردار خضر حیات کے خلاف واقعہ الزام کا جواب دیتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے فرمایا

جناب والا! ممبر قومی اسمبلی جنرل مجید ملک اور وہاں کے اسمبلی کے ممبران نے خود تردید کردی ہے کہ وہاں کسی کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔ سردار خضر حیات کے پاس سوائے ایک بڑکے اور کیا تھا، وہ کیا ثبوت پیش کرسکتے تھے، آخر مسجد میں ۱۲، ۱۳ سال کے بچے، قرآن کے حافظ، اسلحہ اور قتل کے عزائم ان پر چسپاں کرنا، کہاں کی انصاف پسندی ہے؟ بالآخر سینٹ کے چیئرمین کو کہنا پڑا کہ

سردار صاحب! آپ نے جو کچھ کہنا ہے تو پوائنٹ آف آرڈر پر کہیں — اقبال احمد خان، جو ہر مرحلہ پر حکومت کے وکیل اور انتظامیہ کے تحفظ کی ادھار کھائے ہوئے ہیں، اس تحریک استحقاق کے ساتھ اپنے میٹھے بول اور زہر آلود شیریں گفتار سے وہی معاملہ کرنا چاہتے تھے جو وہ روز اول سے شریعت بل کے ساتھ کر رہے ہیں، چنانچہ مولانا سمیع الحق کے جواب میں کہنے لگے کہ

"میں بدقسمتی سے مجبور ہوں۔ یہ کہہ دینے پر کہ اس تحریک کا تعلق صوبائی مسئلہ سے ہے اور یہ سراسر صوبائی مسئلہ ہے۔ یہ رول ۵۹ (۲) اور ۳ کے تحت اِن ایڈمیسبل INADMISSIBLE ہے اور اس کو رول آف آرڈر قرار دیا جائے۔"

مولانا سمیع الحق نے وزیر موصوف کی موقف پر تردید کی اور قانونی دفعات کا سہارا لینے کے بجائے واقعاتی حقائق اور سچے واقعات پر توجہ دلائی اور توہین مساجد کو صرف صوبائی معاملہ قرار دینے سے اختلاف کرتے ہوئے اسے وفاقی اور آفاقی مسئلہ قرار دیا، چنانچہ ایوان سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے فرمایا:۔

محترم جناب! میرا الزام انتظامیہ پر ہے خواہ وہ شیعہ ہے یا سنی ہے کوئی قید نہیں انتظامیہ نے جارحانہ انداز میں، مساجد پر جو یلغار کی اور وہاں گھسے اور مسجدوں کو بند کرایا، اس پر میرا اعتراض ہے۔ یہ مسئلہ میرے نزدیک صوبائی نہیں ہے اور نہ یہ وفاقی ہے بلکہ یہ آفاقی ہے، یہ پورے مسلمانوں کے جذبات کا اور عقیدے کا مسئلہ ہے، مساجد کا تقدس برقرار رکھا جائے اس کے بارے میں پورے عالم اسلام کے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوسکتے ہیں، اگر کسی ایک مسجد کی توہین ہو اس کو اتنا معمولی نہ سمجھیں۔ آپ مجھے تسلی دیں کہ انتظامیہ نے واقعی زیادتی کی ہے، عبادت